www.KitaboSunnat.com

اسلام اور مغرب

حافظ ضیاء اللہ برنی

سُود ...... غیر مسلم اَقوام میں!

اللہ احکم الحاکمین کا بے پناہ احسان ہے کہ اس نے امت محمدیہ کے لئے وہ دین پسند کیا جس میں زندگی کی تمام جہتوں کے لئے روشنی اور راہنمائی موجود ہے۔ اسلامی احکام و قوانین صرف کسی مخصوص دور کے لئے نہیں بلکہ یہ ان واضح اور جامع اصولوں پر مبنی ہیں جو ہر دور، ہر معاشرے اور ہر شعبے پر محیط ہیں۔ زیر نظر مضمون بھی ایک ایسے ہی اسلامی معاشی حکم سے متعلق ہے جس کی رو سے سود کو مطلقاً حرام قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مغربی اور غیر اسلامی طرزِ معیشت میں سود کو معاشی فلاح کا ایک اہم زینہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نظریاتی تصادم کی بازگشت نہ صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عرصہ دراز سے سنی جارہی ہے بلکہ اس نے کچھ ایسے طبقاتِ فکر کو بھی جنم دیا ہے جنہوں نے اسلامی معاشی قوانین میں رخنہ ڈالنے اور ان کو مبہم بنانے کے لئے مختلف لفظی تعبیرات و تاویلات کا سہارا لیا جیسے کہ بعض حضرات سود کا ترجمہ Usury کرکے اس سے صرفی مقاصد کے لئے دیئے گئے صرف ان سودی قرضہ جات کی ممانعت مراد لیتے ہیں جن سے مہاجن نجی طور پر کسی شخص کا انفرادی استحصال کرتا ہے۔ اس منطق کی رو سے تجارتی اور کاروباری پیمانے پر دیئے جانے والے قرضہ جات سودی ہونے کے باوجود شرعی حرمت سے مستثنیٰ قرار پاتے ہیں اور ایسا سودی اضافہ Interest کہلاتا ہے۔

اس تمہید سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ Interest اور Usury میں لغوی اور عملی تفریق صرف لفظی بحث تک محدود نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک وسیع تکنیکی عمل کارفرما ہے جو اسلام کے حکم ربوا کو بے روح کرکے Interest کی شکل میں سود کے لئے چور دروازے کھول دینا چاہتا ہے۔ ہم اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے مغربی تاریخ اور کتبِ تحقیق کے حوالہ سے کچھ گوش گزار کرنا چاہتے ہیں:

سُود کی حرمت...... تاریخی پس منظر میں

(۱) Usury کا لفظ بنیادی طور پر لاطینی Usura یا Usus سے مشتق ہے۔ Usura کا استعمال "قرض پر دی گئی رقم" کے لئے کیا جاتا تھا۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں قرض دی گئی رقم پر اصل رقم سے زائد وصول کرنے کا میلان عیسائی معاشرے میں مذہبی اور اَخلاقی لحاظ سے انتہائی معیوب تھا۔ یہ نویں صدی عیسوی کے اس دور کا ذکر ہے جب یورپی تہذیب و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرت مکمل طور پر چرچ کے زیر اثر تھی۔ اس وقت ایک عام اُصول کے تحت ہر وہ لین دین جو قرض خواہ کو اصل رقم سے زائد کا حقدار ٹھہرائے ممنوع اور حرام تھا اور اسے Usurious کہا جاتا تھا بلکہ ایسی تمام کارروائیوں کا شدید احتساب کیا جاتا تھا۔

Usurious رجحان کی شدید ترین مخالفت تین انتہائی بااثر طبقات کی طرف سے ہوئی جن میں سر فہرست رومن کیتھولک چرچ تھا۔ اس نے اپنے احکامات کے ذریعے نہ صرف مذہبی پیروکاروں کو بلکہ عوام الناس کو بھی سود (Usury) کے ارتکاب سے روکا۔ اسی Babylonian Church نے Usury کو چوری کا مترادف ٹھہرایا اور Usury کے حامیوں کو چرچ کے خلاف جنگ کرنے والی شیطانی قوتیں قرار دیا۔ تفصیل کے لئے Bible کے چند مقامات ملاحظہ ہوں:

☆ "اگر تم کسی ضرورت مند کو قرض دو تو اس سے سود (Usury) وصول کرنے والے مت بن جاؤ" [Exodus 22:25]

☆ "تم اپنے بھائی کو پیسے، اناج یا کسی اور شے میں سے کچھ بھی سودی اُدھار پر مت دو" [Devteronomy 23:19]

☆ "وہ جو اپنے مال پر سود وصول نہیں کرتا، اپنی دولت کو ناجائز ذرائع سے نہیں بڑھاتا اور معاشی ناانصافی سے اپنا ہاتھ کھینچ رکھتا ہے، وہ حقیقی انصاف کا بول بالا کرنے والا ہے" [Ezchiel 18:8]

Usury کا لفظ اس عہد میں ایک داغِ رسوائی کی مانند تھا۔ یہاں تک کہ سود میں ملوث کوئی قرض خواہ اگر اسی حالت میں مرجاتا تو اسے روایتی تجہیز و تکفین بھی نصیب نہ ہوتی۔ وہ صرف اسی صورت میں پاک ہو سکتا تھا کہ کوئی پادری بسترِ مرگ پر اس کے گناہ بخشوانے کا بارِ گراں قبول کرلے اور اس کا سودی منافع چرچ یا مقروض لوگوں کو واپس دلا دے۔

(۲) اسی طرح دوسرے نمبر پر Usury کا انتہائی مخالف Scholastic School of Economics (معاشیات کا اولین مکتبہ فکر) تھا جو اسی دور میں پروان چڑھا۔ مختلف دانشوروں نے Usury کے استحصالی عنصر کو تسلیم کرتے ہوئے اسے معاشی اور معاشرتی سالمیت کے لئے ناسور قرار دیا۔ اس نے بھی اپنے دلائل قوی کرنے کے لئے Bible کا سہارا لیا جس میں شدت سے Usury کی مذمت کی گئی ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر کارفرمایہ مروجہ سوچ تھی، جس کو بعد میں ارسطو جیسے فلسفیوں نے مزید پختہ کیا کہ "پیسہ بذاتِ خود بنجر ہے" یعنی پیداواری صلاحیت سے محروم ہے۔ مغربی فلاسفروں کے اس اکٹھ میں Aristotle کے علاوہ Seneca, Cicero, Catos, Plato اور Plautarch جیسے عالی دماغ موجود تھے جنہوں نے قرض کے ذریعے پیسہ کمانے کے ہتھکنڈوں کو نظامِ فطرت سے بغاوت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا۔

ارسطو کہتا ہے:"پیسہ فطری طور پر بنجر ہے اور پیسے کا پیسے کو جنم دینا ایک بالکل غیر فطری عمل ہے لہٰذا پیسے پر سود وصول کرنا قابل تحقیر ہے"...... وہ مزید کہتا ہے کہ "پیسے کا بنیادی مقصد تبادلہ اشیاء ہے نہ کہ سود کے ذریعے بڑھنا، اسلئے دولت حاصل کرنے کے تمام حربوں میں سے یہ بدترین ہے"

افلاطون اسی میدان میں اپنی آواز یوں بلند کرتا ہے:

"On the other hand, the men of Gusiness, stooping as they walk, andpretending not even to see those whom they have rrined, insert their sting-that is, their money-into someone clse who is not on his guard against them, and recover the parent scim many times over multiplied into a family of Children: and so they make drone and pauper to abound in the state."

"اس کے برعکس کاروباری لوگ چلتے ہوئے جھک جاتے ہیں اور اس طرح ظاہر کرتے ہیں جیسے انہوں نے ان لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہیں وہ پہلے ہی (قرض کے ذریعے) تباہ و برباد کر چکے ہیں۔ اپنا ڈنگ یعنی اپنی رقم اس شخص کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں جو ان سے محتاط نہ ہو اور اصل رقم کئی گنا بڑھا کر اس طرح واپس لیتے ہیں کہ وہ بچوں کا کنبہ معلوم ہوتی ہے۔ اور اس طرح وہ ریاست میں مفلس اور قلاش لوگوں کی کثرت پیدا کر دیتے ہیں۔"

سود کی حرمت میں ان کے دلائل

اس کے علاوہ کچھ دلائل جو اُس دور میں شد و مد سے تسلیم کئے جاتے تھے، یہ تھے کہ:

(۱) سود خور فی الحقیقت وقت کی اُجرت طلب کرتا ہے جبکہ وقت اس کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وقت اللہ رب العالمین کا تخلیقی فعل ہے جس کی بنا پر کسی کا کوئی استحقاق نہیں ٹھہرتا۔

(۲) Roman Law جس میں Fungible اور Non-Fungible اشیاء کی تمیز کی گئی ہے......Fungible ایسی اشیاء کو کہا جاتا ہے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جا سکیں، وزن کی جا سکیں یا گنی جا سکیں اور استعمال کرنے سے کم ہوں۔ یہ اشیاء اسی نوعیت کی شے کی صورت میں واپس کی جاتی ہیں نہ کہ بعینہٖ وہی چیز۔ معترضوں کا کہنا تھا کہ ایسی اشیاء پر سود وصول کرنا انتہائی زیادتی ہے کیونکہ:

(الف) ایک تو مقروض ان کے ضائع ہو جانے کے خطرے کے باوجود اسی مقدار میں واپس کرنے کا پابند ہوتا ہے۔

(ب) دوسرا کسی چیز کا خرچ کرنا یا اس میں تصرف کرنا اس کے استعمال ہی کے مترادف ہے لہٰذا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"استعمال" (Use) کا نام لے کر علیحدہ سے "Usury" وصول کرنا مضحکہ خیز ہے۔

بہر حال اب تک کی بات سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ قرونِ وسطیٰ میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں سود وصول کرنے کو مذہبی طور پر حرام، معاشی استحصال اور غیر انسانی فعل خیال کیا جاتا تھا۔ گو کہ بہت قلیل پیمانے پر ڈھکا چھپا سودی لین دین حرصِ انسانی کے مصنوعی تنفس کے سہارے زندہ رہا، لیکن معاشرے پر مذہب کے غالب رنگ اور روایتی سوچ کی موجودگی کی وجہ سے Usury جہاں ایک شجر ممنوعہ بہرحال سمجھی جاتی رہی وہاں Usury Law معاشی اِستحصال اور لادینیت کے خلاف ایک ڈھال کے طور پر بھی کام کرتا رہا۔

واضح رہے کہ Usury کے خلاف مجموعی عوامی ردِّ عمل خالصتاً مذہبی، انسانی اور اخلاقی تقاضوں کی بنا پر تھا۔ عوامی شعور پیسے کو ایک ایسی "زندہ جنس" ماننے کے لئے تیار نہیں تھا جو انسانی محنت اور قدرتی وسائل کے ملاپ کے بغیر خود بخود پھلتا پھولتا رہے۔ عوام اس کے برعکس پیسے کو مختلف اشیاء کی قدر معلوم کرنے اور ان کے تبادلے کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ Usury کو حرام سمجھنے کی یہ وجہ اس وقت بھی فی نفسہٖ کامل تھی اور انفرادی یا تجارتی کاروباری سود کے ساتھ مخصوص نہیں تھی اور نہ ہی آج ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا اُصولی تعلق پیسے کو سود کے ذریعے بڑھانے سے ہے خواہ اس کا مرتکب ایک فرد ہو یا ادارہ۔

ظالمانہ مقاصد کے تحت تدریجاً سود کا فروغ

تیرہویں صدی عیسوی میں جب شہری زندگی اور کاروبار تیزی سے پھلا پھولا، مادیت کو پیر جمانے کا موقع ملا تو اسی مریض سودی سوچ نے پھر سر اٹھایا جسے Usurious خیال کیا جاتا تھا۔ بے شک اب اِنفرادی مقاصد کے علاوہ تجارتی مقاصد کے لئے بھی قرض کی طلب بڑھنے لگی تھی لیکن دونوں صورتوں میں Usury کی کراہت کسی شبہ کے بغیر بدستور موجود تھی۔ میں نے دونوں کا ذکر علیحدہ علیحدہ اس لئے کیا ہے کہ موجودہ دور میں سود کی تعریف ہر ایک حوالے سے مختلف کی جاتی ہے جبکہ اس دور میں یہ دونوں صورتیں صرف سود تھیں اور حرام سمجھی جاتی تھیں۔

قارئین کرام! آیئے اب ان چند تاریخی حقائق سے پردہ اٹھائیں جو درحقیقت تذلیل انسانیت کا منظر پیش کرتے ہیں۔ چونکہ سودی مفادات کے حصول میں آج کی طرح اس وقت بھی مذہب اور قانون ایک رکاوٹ تھا لہٰذا اگر پہلی ضرب پڑی تو Usury Law پر پڑی اور پھر رفتہ رفتہ، مرحلہ بمرحلہ، اس کے تصور کو منہدم کرنے کی کوشش کی گئی...... اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(۱) سب سے پہلے Usury (سود) کو معاشی ہتھیار کے طور پر سیاسی دشمنوں کے خلاف استعمال کرنے کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ مقامِ صد افسوس ہے کہ اس ہتھیار کا پہلا شکار گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی کی صلیبی جنگوں (Crusades) میں مسلمان ہوئے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) یہ ایک مسلمہ اُصول مانا گیا کہ مقروض چونکہ دیوالیہ ہو سکتا ہے لہٰذا اس خطرے سے نپٹنے کے لئے قرض خواہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مقروض سے جرمانہ وصول کرتا رہے۔ (Default Risk)

(۳) قرض خواہ پر اگر بر اوقت آن پڑے یا وہ قرض دے کر کسی معاشی بحران کا شکار ہو جائے اور دوسروں سے مانگتا پھرے تو بہتر ہے کہ وہ مقروض سے نقصان پورا کرلے۔

(۴) قرض خواہ قرض کی رقم سے سرمایہ کاری کی صورت میں بہت سارے مالی مفادات حاصل کر سکتا تھا جو اس نے نہیں کیے۔ اس لئے وہ اس قربانی کے عوض سود وصول کر سکتا ہے۔ (Opportunity Cost)

(۵) اگرچہ مقروض ضمانت کے طور پر کچھ مال واَسباب قرض خواہ کے پاس رکھوا سکتا ہے لیکن قرض خواہ کیلئے دی گئی رقم میں خطرے کا عنصر بدستور موجود ہے لہٰذا سود لینا جائز ہے۔ (Risk Premiun)

مندرجہ بالا تاویلات کی تشریح میں چند انگریزی اصطلاحات بھی دی گئی ہیں۔ واضح رہے کہ صدیوں پہلے وضع کی گئی یہی اصطلاحات ہی موجودہ تہذیب کو Interest کے جواز کے لئے نظریاتی بنیاد مہیا کر رہی ہیں اور جدید معاشیات کی تقریباً تمام کتابوں میں سود کی وجوہات کچھ اسی طرح ہی بیان کی گئی ہیں جس سے Usury اور Interest کے مختلف اَدوار میں مختلف ہونے کے جھوٹے دعویٰ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ بہرحال Usury کو قابل قبول بنانے کے لئے کی جانے والی اب تک کی کوششوں کا دارومدار ہمدردیوں کا رخ مقروض کی بجائے قرض خواہ کی طرف موڑنا تھا۔ تاکہ اس کی "مشکلات کا مداوا" کیا جاسکے۔ لیکن جب معاشرے میں Usury Law کا بھرم ٹوٹا تو سود کی حیثیت کا تعین مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جانے لگا:

(٦) وہ حضرات جو خود سرمایہ کاری کا بوجھ نہ اُٹھا سکتے ہوں اپنا سرمایہ کسی دوسرے آجر کو دے کر نہ صرف خطرے سے جان چھڑا سکتے ہیں بلکہ لگا بندھا سود بھی وصول کر سکتے ہیں۔

(۷) ایک بینکار لوگوں سے رقوم جمع کروانے کی درخواست کر سکتا ہے اور اگر بظاہر "سود" نہ بھی دے تو اظہارِ تشکر کے طور پر ان لوگوں کو تحائف وغیرہ دے سکتا ہے۔ واضح رہے کہ "تحائف" دینے کی یہ شکل اس دور کے Deposit Banks میں موجود تھی جبکہ آج اس کی جگہ Interest نے لے لی ہے۔

یہ تھے وہ کچھ حربے جو Usury کے "برے پہلوؤں" سے جان چھڑانے کے لئے اختیار کیے گئے اور اس کی تعریف کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے بدلنے کے لئے یوں کوششیں کی گئیں۔ لیکن سب گرد وغبار آہستہ آہستہ عوامی سطح پر اُٹھ رہا تھا جس کے اثرات سے مذہبی حلقے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ ان کا حال بھی دیکھ لیجئے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ یہودی براہِ راست چرچ اور عیسائیت کے قوانین سے متاثر نہیں ہوتے تھے، اس لئے وہ تیرہویں صدی عیسوی کے مندرجہ بالا واقعات سے بہت پہلے ہی سودخوری میں ملوث تھے۔ البتہ ان کے دیکھا دیکھی عیسائی بھی زیادہ تعداد میں تیرہویں صدی میں ان کے ساتھ شریک ہوگئے۔ ان عیسائیوں میں پادری حضرات بھی پیش پیش تھے جن میں سے کچھ اِنفرادی طور پر اور کچھ شاہی خاندان کے مددگار بینکاروں کی حیثیت سے سودی قرضے دیتے تھے۔ بات یہاں تک پہنچنے کا مطلب یہ نہیں کہ Usury Law تحلیل ہو کر رہ گیا تھا بلکہ وہ تو اسی طرح موجود تھا۔ Usury کا قبیح تصور بھی اسی طرح موجود تھا، اور آج بھی ہے، مگر ایک خالی خول کی شکل میں۔

جب Usury کو مختلف حسین پہناوے دینے کی کوشش کی گئیں تو پھر اس دور کے ماہرین معاشیات بھی اس دوڑ میں پیچھے نہ رہے چنانچہ Turgot نے ۱۷۶۹ء میں "Schdastic School of Thought" کے اس نظریئے کا مذاق اڑایا کہ عیسائیت سود کی مذمت کرتی ہے۔ اسی طرح بابائے معاشیات Adam Smith کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ سود کے خلاف اپنے نظریات کو تبدیل کرے۔ چنانچہ Adam Smith اور David Ricardo نے Classical Theory of Interest (سود کے روایتی نظریئے) میں سودی شرح کو ایک ایسی قوت قرار دیا جو بچت اور سرمایہ کاری میں توازن قائم کرتی ہے۔ اگرچہ اِس Theory (نظریئے) کو Marxist Economic Theory نے یہ کہہ کر رد کردیا کہ سود سرمایہ داروں کے استحصالی آلے کے سوا کچھ نہیں، لیکن بعد میں پیش کئے جانے والے اکثر نظریات مثلاً Abstinence Theory اور Productivity Theory نے سود کو بہتر معاشی سرگرمیوں کا محرک قرار دیا۔ Usury کے خلاف اس دم توڑتی مزاحمت کو مکمل موافقت میں بدلنے والا جدید معاشیات کا بانی John Maymard Keynes تھا جس نے سودی مباحث کو سرمایہ داروں کی سطح سے اٹھا کر اَقوام کی سطح تک پہنچادیا اور سودی قوت کے لئے کردار روشناس کروائے۔

ہم نے اب تک کی بحث میں، اپنی رائے سے گریز کرتے ہوئے، سود کے علمبرداروں کو صرف تاریخ کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنے کی دعوت دی ہے...... آیئے اب عصر حاضر کے حقائق کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیں:

(۱) زمانہ قدیم سے (سود) Usury کی جو مخالفت چلی آرہی ہے، اس کی ایک بنیادی وجہ پیسے (کرنسی) کی حیثیت کا تعین بھی ہے۔ میرے پیش نظر اس وقت جدید معاشیات پر لکھی گئی ایک کتاب Economics ہے جس کا مصنف Paul A. Samuelson پیسے کی حیثیت کے بارے میں یوں رقم طراز ہے:

"Money is useful because it allows easy and quick transactions. unambiguons determination of the price, plus storage of value over time."

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی پیسہ اپنی ایجاد سے لے کر آج تک صرف تین فوائد کی بنا پر مستعمل ہے:

(۱) اشیاء کا باسہولت تبادلہ (۲) اشیاء کی ٹھیک قدر معلوم کرنے کا ذریعہ (۳) قدر کو کسی بھی مدت کے لئے محفوظ کرنے کا ذریعہ۔ چونکہ یہ خصوصیات پیسے کی کسی اور شکل میں موجود نہیں تھیں اس لئے اس کی ایجاد کی وجہ بنیں۔ مصنف مزید کہتا ہے کہ

"Money , as money rather than as a commodity, is wanted not for its own sake but for the things it will buy. We don't wish to use up money directly - rather we use it by getting rid of it. Even if we chose to use it by keeping it, its value comes from the fact that we can use it later on."

"پیسے کی طلب اس لئے نہیں کہ وہ بذاتِ خود ایک جنس ہے بلکہ اس کی اس خصوصیت کی بنا پر ہے کہ وہ مختلف اشیاء خرید سکتا ہے۔ ہم پیسے کا استعمال اسے مختلف چیزوں کے بدلے دے کر کرتے ہیں، نہ کہ براہِ راست...... اس لئے تبادلہ اشیاء ہی پیسے کی وہ اصل حیثیت ہے جس کی بنا پر ہم اسے فوری استعمال یا مستقبل کے لئے محفوظ کرنا پسند کرتے ہیں"

اس بحث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ پیسے کا صحیح تصور یہی ہے کہ وہ کسی بھی جنس کی قدر معلوم کرنے کا ایک پیمانہ اور تبادلہ اشیاء کا ذریعہ ہے، نہ کہ بجائے خود ایک قیمتی شے۔ پس قدر سے عاری چیز پر بغیر کسی محنت کے سود کمانا ہی وہ ظالمانہ بے اُصولی ہے جس نے Usury اور Interest کو حیات بخشی ہے تو پھر دونوں میں تفاوت کا کیا مطلب ہے؟

(۲) Usury سے انسان کی معاندت کی دوسری بڑی وجہ غریب اور ضرورت مند لوگوں کا وہ معاشی و معاشرتی استحصال تھا جسے آج علمبرداران سود Interest سے خارج سمجھتے ہیں۔ چنانچہ عصر حاضر کی لغت کی مستند کتابیں Usury اور Interest کے درمیان خطِ امتیاز یوں کھینچتی ہیں:

USURY: Usually an Excessive Interest rate, Interest charged above legal terms.

"یوژری سے مراد: عام طور پر زیادہ شرح سود پر بولا جاتا ہے...... اس سے مراد وہ شرح سود ہے جو قوانین (میں طے شدہ شرح) سے زیادہ وصول کی جائے۔"

Interest اور Usury کے مابین صرف شرح سود کا فرق ہے جو Usury کی صورت میں غیر قانونی حد تک زیادہ ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سی قانونی حد ہے جس سے شرحِ سود کا تجاوز اس کو Usury کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے یا شرحِ سود کی کتنی زیادتی استحصالی عنصر سے مبرا ہے اور سود کو قانونی جواز مہیا کرتی ہے۔ اس کے جواب میں آج کے ماہرین معاشیات ایک ایسی شرحِ سود کا تصور پیش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں جس سے زائد پر سود وصول کرنا Usury کہلاتا ہے۔ اس شرح کو "Usury Limits" (Usury کی حدود)، "Usury Ceilings" (Usury کی چھت) اور "Interest rate Ceilings" (شرح سود کی چھت) بھی کہا جاتا ہے۔ Ceiling چھت کے زیریں حصے کو کہتے ہیں اور اس مناسبت سے یہ اصطلاح وضع کرنے کا مقصد یہ تاثر دینا ہے کہ شرح سود شتر بے مہار نہیں کہ تمام قانونی واخلاقی ضابطوں سے بے نیاز بڑھتی ہی چلی جائے بلکہ اس کے اوپر ایک ایسی چھت موجود ہے جو اسے مقرر کردہ قانونی حد کے اندر روک رکھتی ہے۔ بظاہر Interest کی یہ تصویر بڑی پرکشش دکھائی دیتی ہے لیکن ع ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ...... آیئے دیکھتے ہیں کس طرح!

مناسب شرحِ سود کا مسئلہ...... [انٹرسٹ، یوژری کا موجودہ نام!]

"Usury Ceilings" (Usury کی چھت) کی شکل میں اس شرح کا تعین کوئی انسانی حقوق اور مفادات کی نگہداشت کا ادارہ نہیں کرتا بلکہ دنیا کی مختلف حکومتیں اپنے اپنے ریاستی اور معاشی تقاضوں کے مطابق کرتی ہیں۔ یہ شرح ہر ملک اور اس میں موجود ہر طبقے کے لئے مختلف ہوتی ہے اور تیزی سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ انگلستان میں عدالتیں ایک شرح سود کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں جبکہ اسی وقت امریکہ میں مختلف ریاستیں اپنے اپنے قوانین کے تحت اس شرح کو جاری کر رہی ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ تمام صورتوں میں مالیاتی اداروں کے مفادات کو سرفہرست رکھا جاتا ہے کیونکہ ان کے بغیر مغربی معیشت کا ڈھانچہ وجود میں نہیں آسکتا۔

دیکھنا یہ ہے کہ کیا مغربی طرزِ معیشت پر چلنے والی دنیا کی مختلف حکومتیں ان "Usury Laws" (Usury کے قوانین) کو واقعتاً عوامی مفاد کے لئے استعمال کرتی ہیں؟ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اکثر ممالک کے قوانین کے مطابق "Usury Limits" (Usury کی حدود) کا اطلاق صرف ان سودی قرضہ جات پر ہوتا ہے جو صرفی مقاصد کے لئے دیئے جاتے ہیں جبکہ تجارتی یا کاروباری قرضوں پر سود کی کوئی انتہائی شرح سرے سے مقرر ہی نہیں۔ شاید وسیع تر عوامی مفاد میں ان سودی قرضوں کو قانونی طور پر استحصال سے بالاتر تسلیم کر لیا گیا ہے جو لوگوں کو ان کے ذریعہ روزگار اور ضروریاتِ زندگی سے محروم کر دیتے ہیں۔

مثال کے طور پر امریکہ میں، جو عالمی حقوق کا سب سے بڑا چمپئن کہلاتا ہے، ایسے تمام قرضے شرح سود کی پابندی (Usury Limits) سے آزاد ہیں جو مندرجہ ذیل اداروں کو دیئے جائیں:

(۱) ملکی یا بیرونی کارخانے (۲) ملکی یا بیرونی کاروباری ادارے (۳) باہمی تعاون کے ادارے و تنظیمیں (۴) ٹرسٹ (۵) اشتراکی کاروبار (۶) ایک مخصوص حد سے زیادہ ٹیکس ادا کرنے والے ادارے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن بات صرف قرض وصول کرنے والوں تک محدود نہیں۔ بلکہ وہ ادارے جو قرض فراہم کرتے ہیں جیسے کہ بنک یا دوسرے مالیاتی ادارے، اس قانون سے مکمل طور پر مستثنیٰ ہیں۔ ان میں وہ ادارے بھی شامل ہیں جن کی دیکھ بھال وفاقی یا مرکزی حکومت کا کوئی نمائندہ کرتا ہے۔ ان غیر منصفانہ رعایتوں کی وجہ سے عوام کی اکثریت سود کی چکی میں پس جاتی ہے۔ جہاں تک ان نام نہاد Usury Limits (Usury کی حدود) کا صارفین / عوام کے لئے باعث اطمینان ہونے کا تعلق ہے، تو اس کے بارے میں یہ نکتہ واضح کرنا ضروری ہے کہ Usury Limits (Usury) کی حدود) کوئی مستقل مناسب شرح نہیں، بلکہ آسمان کو چھوتی ہوئی وہ شرح ہے جس پر مالیاتی منڈی میں قرضہ دستیاب ہوتا ہے۔ اس کے لئے "Business Law Topics" کا درج ذیل اقتباس لائق توجہ ہے:

"Historically, Usury limits were stated as a flat rat. More recently, states have adopted Laws and regulations that lie usuary ceilings to current market rates. Otherwise, as interest rates move up, flat usury rates may foreclose the ability of a bank or other lender to make loans to the consumers. In other words, if the flat rate is set too low, the bank may refuse to make a loan, rather than make one unprofitably at the usury limit."

"ماضی میں "سود کی حدود" کو ایک یکساں معینہ شرح کی صورت میں بیان کیا جاتا تھا لیکن آج کل کے ریاستی قوانین نے اس شرح کو مالیاتی منڈی میں جاری عام شرحِ سود سے منتھی کردیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو انتہائی امکان تھا کہ یکساں شرح، منڈی کی شرح سود سے بہت نیچے رہ کر مالیاتی اداروں کو غیر منافع بخش طور پر قرضہ دینے پر مجبور کر دیتی۔ اس صورتحال میں مالیاتی ادارے قرضہ دینے سے بالکل انکار کر دیتے"

مزید بر آں یہ کہ 'منڈی شرحِ سود' کا تعین قرضہ جات کی طلب کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ شرحِ سود کی شکل میں پیسے کی قیمت بالکل اسی طرح طے پاتی ہے جیسے بازار میں مختلف اَجناس کی قیمت ان کی طلب کے مطابق طے پاتی ہے۔ ایسی شے جو بازار میں آسانی سے دستیاب نہ ہو یا اس کی طلب بہت زیادہ ہو اس کی منہ مانگی قیمت وصول کی جاتی ہے، یہ قانونِ طلب (Law of Demand) کہلاتا ہے۔ جہاں تک قرض کا مسئلہ ہے تو دنیا میں اس کی انتہائی طلب کا ایک بڑا جزو نسبتاً غریب طبقات کے دم سے قائم ہے جن میں کاشتکار، وسیلہ روزگار کے متلاشی لوگ، چھوٹے آجرین، معاشی بحران کا شکار لوگ اور عام صارفین شامل ہیں۔ جب یہ لوگ اپنی ضرورتیں لے کر "پیسے کے دکانداروں" کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان کی مجبوریوں کی بھرپور قیمت Interest کی شکل میں وصول کرتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ عوام کی اکثریت ریاضیاتی ضرب کے اُصول کے مطابق پھلنے پھولنے والے Interest کو تفریق کے اُصول کے مطابق ادا کرنے کی سکت نہ رکھتے ہوئے مزید قرضوں کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت یہ ہوا کہ ایسی شرحِ سود جس پر بینک اور دوسرے مالیاتی ادارے قرض دینا منافع بخش خیال کرتے ہیں "Usury Ceiling" (Usury کی چھت) یا "Usury Limits" (Usury کی حدود) کہلاتی ہے اور اس شرح سے زائد پر سود دینا گویا Interest کو Usury میں بدلنا اور عوامی استحصال کا مرتکب ہونا ہے۔ نہ جانے Interest اور Usury کے درمیان یہ حدِ فاصل ہے یا حد اشتراک، جو Usury Limit کی تعریف میں بیان کی جارہی ہے۔ جبکہ عوامی استحصال کی یہ منطق اس لئے بھی دلچسپ ہے کہ اس میں عوام کا کہیں ذکر نہیں اور ان کے منصف وہ لوگ بنے بیٹھے ہیں جو انہیں کے ذریعے اپنی تجوریاں بھرنا چاہتے ہیں۔ اِک ذرا تامل سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ شرحِ سود میں تخفیف کے تمام قانونی دعوے فریبِ محض ہیں...... اس تمام تفصیل کے بعد بھی کوئی خوش گماں یہ خیال کرے کہ عوامی طلب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی "Usury کی چھت" عوام کو سایہ فراہم کرسکتی ہے تو اس کی تشفی کے لئے اس چھت کا ایک اور رخ پیش خدمت ہے:

پچھلی سطور میں ہم ذکر کر آئے ہیں کہ اکثر بینکوں اور مالیاتی اداروں پر Usury Limits کا اطلاق ہی نہیں ہوتا۔ یہاں یہ بتاتا ہے کہ وہ ادارے جو کہ Non-regulated ہیں، ان کے لئے امریکی حکومت ہر ماہ اس شرح (Usury Limit) کا اجرا کرتی ہے۔ یہ شرح اوسط شرح سود میں مزید ساڑھے پانچ فیصد جمع کرنے کے بعد حاصل کی جاتی ہے۔ امریکہ میں ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء کے لئے یہ شرح 10.115% مقرر کی گئی ہے۔

واضح رہے یہ وہ آخری شرح (Usury کی چھت) یا حد ہے جس پر عام صارفین سے سود وصول کیا جاسکتا ہے اور جو مارکیٹ کی شرح سود سے بھی ساڑھے پانچ فیصد زائد ہوتی ہے۔ یہ قرضوں کی ایسی بلیک مارکیٹ ہے جو اپنے ہی بنائے ہوئے اصولوں کو توڑ کر پسے ہوئے عوام سے سب کچھ ہتھیا سکتی ہے۔ یہ انسانی گراوٹ اس سے بھی بدتر ہے کہ کوئی شخص مصنوعی قلت کا فائدہ اٹھا کر لوگوں کو ایک روٹی ۶ روپے میں دے جبکہ وہ بازار میں ۲ روپے میں دستیاب ہے۔

قارئین! Usury کی اس چھت کا حقیقی کردار اس چھت کا نہیں جو سود کے سرکنڈے کو بڑھنے سے روکتی ہے بلکہ اس سائبان کا ہے جو اس شجرِ خبیثہ کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ صدیوں پرانا معاشی قتل کا یہ سودی آلہ خواہ کسی بھی غلاف میں لپیٹ دیا جائے، اس کی تباہ کاریوں سے انسانیت محفوظ نہیں رہ سکتی۔ استحصالِ انسانیت کی یہ تیرگی جو Usury کے نامہ سیاہ میں تھی، آج ثنا خواں Interest کی زلف میں پہنچ کر حسن کیسے کہلا سکتی ہے۔ ☆☆

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ